جب وہ بوڑھے ہو جائیں

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب وہ بوڑھے ہو جائیں؟

جب وہ بوڑھے ہو جائیں؟

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب	:	جب وہ بوڑھے ہو جائیں؟
مُصنّفہ	:	**نگہت ہاشمی**
طبع اوّل	:	نومبر 2006ء
تعداد	:	2100
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	E109/C، سٹریٹ 2، علی ویو گلشن پارک، بیدیاں روڈ، نزد فوجی فاؤنڈیشن، کینٹ۔فون:5743152 - 042
فیصل آباد	:	103 سعید کالونی نمبر 1، کینال روڈ۔فون:8721851 - 041
بہاولپور	:	7A، عزیز بھٹی روڈ، ماڈل ٹاؤن اے۔فون: 2875199 - 062، 2885199، فیکس : 2888245 - 062
ملتان	:	888/G/1، بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی، بوسن روڈ، گلگشت۔ فون: 6008449 - 061
ای میل	:	alnoorint@hotmail.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
بہاولپور	:	مُلک میں النور کی پروڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں: مومن کمیونی کیشن، B-48، گرین مارکیٹ۔ بہاولپور فون:2888245 - 062
مطبع	:	عبدالرافع پرنٹرز اینڈ پبلیشرز
قیمت	:	-/30روپے

ابتدائیہ

''بچپن انسان کے لیے بڑا خوشگوار ہوتا ہے۔ بچپن کی باتیں انسان کو یاد آئیں تو بہت اچھا لگتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔ بچپن کی یادیں محبتوں کے ساتھ گندھی ہوئی، جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہی یادوں سے انسان کو سمجھایا ہے کہ یہ محبت کرنے والے والدین آج تمہاری توجہ کے مستحق ہیں۔''

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو بچپن یاد دلایا ہے کہ دیکھو آج اسی زبان کی بات بری لگتی ہے؟ آج جب ان کی قوت ختم ہو چکی تو ان کا بلانا تمہیں چبھتا ہے؟ کل بھاگے بھاگے جاتے تھے جب تمہاری ماں بلاتی تھی۔ کل تک تمہاری ضرورت جو اٹکی ہوئی تھی۔ آج وہی ماں کچھ کہتی ہے تو تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اندر سمجھ زیادہ ہے، تم ڈانٹ کے رکھ دیتے ہو۔ اس محبت کرنے والے رب نے ماں باپ کو تحفظ دیا ہے۔''

''اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ دیکھو اس نیلی چھت تلے جس کا حق فائق ہے وہ والدین ہیں۔ ان کے سامنے تم نے جھک کر رہنا ہے، اُف تک نہیں کہنا، جھڑکنا نہیں ہے، احترام کے ساتھ بات کرنی ہے۔ نرمی چاہیے، رحمت چاہیے، تمہارا ان کے جسم کو چھونا بھی نرمی کے ساتھ۔ اب وہ تمہاری محبت، تمہاری توجہ کے مستحق ہیں۔''

’جب وہ بوڑھے ہو جائیں‘ بچپن کی بیتی یادوں کا ایک سلسلہ ہے۔ انسان اپنے والدین سے اپنے لاڈ اٹھواتا ہے، اپنی ضدیں منواتا ہے، ان کی محبت اور پیار کی پھوار میں بھیگتا ہے لیکن جیسے ہی جوانی کی حد پھلانگتا ہے اپنے پیچھے ایک ان دیکھی دیوار کھڑی کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اسے ماں باپ کی منتظر اور توجہ کے لیے ترستی نگاہیں دکھائی ہی نہیں دیتیں۔ یوں وہ بوڑھے والدین اپنی ہی اولاد کے لیے ترستے ہوئے دنیا سے گزر جاتے ہیں۔

استاذہ نگہت ہاشمی نے اپنی طالبات کے لیے خصوصی تربیت کا اہتمام کیا تاکہ انہیں اپنے والدین کا حق شناس بنایا جاسکے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ’جب وہ بوڑھے ہو جائیں‘ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس لیکچر کے دوران طالبات کی بھیگی آنکھیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اپنے گزشتہ رویّے پر بہت نادم ہیں۔ انہوں نے اپنے والدین سے معافی مانگی اور آئندہ کے لیے یہ عہد کیا کہ انہیں محبت، خدمت اور توجہ کے حق سے کبھی محروم نہیں کریں گی۔ اسی سلسلے کی ایک اور کڑی ’والدین -- میری جنت میری دوزخ‘ کے نام سے موجود ہے جو اپنے پڑھنے والوں کو بہت فائدہ دے گی۔ کتابچوں کے ساتھ ساتھ انہی ناموں سے کیسٹس اور سی ڈیز بھی موجود ہیں۔

النور انٹرنیشنل نے گھروں کی موجودہ صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے ایک مہم کا آغاز کیا ہے جس کے تحت ان کتابچوں، کیسٹس اور سی ڈیز کو ہر گھر تک پہنچانے کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں تاکہ گھروں کی اصلاح کا کام کیا جاسکے۔ آپ بھی اس سلسلے میں مددگار ہو سکتے ہیں:

☆ اپنے گھر کے تمام افراد تک یہ کتاب، کیسٹ اور سی ڈی پہنچا کر۔

☆ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور محلے والوں تک انہیں پہنچا کر۔

☆ ایسی خصوصی نشستیں اور مجالسیں بھی منعقد کی جاسکتی ہیں جن میں سب مل کر یہ لیکچر پڑھ یا سن لیں اور آخر میں سب مل کر یہ عہد کریں کہ گھر والوں کے حقوق میں کبھی کمی

نہیں آنے دیں گے۔

☆ آج کی نوجوان نسل تک اس پیغام کو پہنچانے کے لیے ضرور کوشش کریں تا کہ ان کے اور اپنے مستقبل کو محفوظ کیا جا سکے۔

گھروں کی اصلاح کے حوالے سے اس مہم میں ہمارے مددگار بنئے۔ آپ کی رائے اور مفید مشوروں کا انتظار رہے گا۔

دعوہ سیکشن

النور انٹرنیشنل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا[23] وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا[24] رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡ نُفُوۡسِکُمۡ ؕ اِنۡ تَکُوۡنُوۡا صٰلِحِیۡنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ غَفُوۡرًا[25]

(بنیؔ اسرآئیل)

ترجمہ: ''تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اُس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ اُنہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔[23] اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دُعا کیا کرو کہ پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح اِنہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔[24] تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لیے درگزر کرنے والا ہے جو اپنے قصور پر متنبہ

ہوکر بندگی کے رویّے کی طرف پلٹ آئیں۔" [25]

ربُ العزت فرماتے ہیں:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ

"تیرے رب نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی۔"

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ!

یہاں پر بات ہے بندگی کی اور الفاظ کا انتخاب دیکھئے، الفاظ کیا بتاتے ہیں؟ یہ رب کا فیصلہ ہے اور فیصلے کے بعد اختیار نہیں رہتا لیکن اس ذات کی مہربانی ہے کہ دنیا کی زندگی میں وہ انسان کے شعور کو دعوت دیتا ہے کہ اپنے شعور سے وہ حق یا باطل میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کرے۔

یہاں پر پہلی بات جو ہمیں نظر آتی ہے وہ عقیدہ ہے۔

نوٹ کیجئے گا:

وَقَضٰى رَبُّكَ

"تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے۔"

نبی ﷺ کے حوالے سے کہا گیا:

"تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے۔"

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

''تم سب عبادت نہ کرنا مگرایک اُسی کی۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک اجتماعی زندگی ہے جس کی اساس عقیدۂ توحید ہے کہ تم اس ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی غلامی نہ کرنا، یہی ایک عقیدہ ہے، یہی ایک نظریہ ہے جو انسانوں کو متحد رکھ سکتا ہے۔ فرمایا:

''تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرنا۔''

یہاں پر عبادت کا مفہوم سمجھنے کی ضرورت ہے۔ عبادت سے مراد صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم تو پوری زندگی تک پھیلا ہوا ہے۔ جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے تب تک تو یہ مفہوم محدود تھا۔ اس وقت یہ صورتحال نہیں تھی، وہاں آپ ﷺ نے ایک دباؤ کے تحت زندگی گزاری تھی۔ مدینہ آنے پر یہ ثابت ہو گیا کہ نبی ﷺ نے اب جو خدمت انجام دی تھی دین کی، ریاست کی، وہ بھی دین کا حصہ ہے اور خدمت کیا ہے؟ فیصلے کرنا، انسانوں کو معاشرتی انصاف [social justice] فراہم کرنا، ان کے معاشی وسیاسی معاملات درست کرنا۔ یہ سب کچھ عبادت ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے، اس کے حکم کے مطابق کیا جائے۔ پھر فرمایا:

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط

''اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

انسانیت کا پہلا یونٹ خاندان ہے۔ خاندان میں جو بنیاد میں لوگ موجود ہیں، جن کی وجہ سے خاندان وجود میں آتا ہے، جن کی وجہ سے خاندان کی تشکیل ہوتی

ہے، وہ والدین ہیں تو یہاں پر یہ کہا گیا کہ دیکھو آپ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ہے۔ بہت ہی سوچ سے رب العزت یہ سب کچھ انسانوں کے سامنے رکھ رہے ہیں، بڑا درد ہے جیسے ہی یہ کہا ناں:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ

''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرنا۔''

ساتھ ہی کہہ دیا:

وَبِالْوَالِدَیْنَ اِحْسَانًا ط

''اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

دیکھو تم پر سب سے زیادہ حق تمہارے والدین کا ہے، اس لیے تم ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ کتنے خوبصورت انداز میں والدین کی عزت اور احترام کے لیے انسان کے ذہن کو تیار کیا جا رہا ہے، دل کے اندر وہ محبت پیدا کی جا رہی ہے۔ کیسا خوبصورت سلسلہ ہے یادوں کا، بچپن کی یادوں کا، بچپن کے معاملات جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی۔ جیسے آپ اگلی آیت میں دیکھتے ہیں، فرمایا:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا [24]

''نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو: پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت اور شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں

پالا تھا۔"

بچپن انسان کے لیے بڑا خوشگوار ہوتا ہے۔بچپن کی باتیں انسان کو یاد آئیں تو بہت اچھا لگتا ہے۔یہ انسان کی فطرت ہے۔بچپن کی یادیں محبتوں کے ساتھ گندھی ہوئی، جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہی یادوں سے انسان کو سمجھایا ہے کہ یہ محبت کرنے والے والدین آج تمہاری توجہ کے مستحق ہیں۔

کل جب تم بے آسرا تھے۔

تم اپنی خوراک نہیں لے سکتے تھے۔

کل جب تم اپنی گندگی صاف نہیں کر سکتے تھے۔

کل جب تم بے یار و مددگار تھے۔

تمہارے لیے تمہاری ماں نے کتنی محنت کی!

تمہیں نو ماہ پیٹ میں رکھا۔

جب تم پیدا ہوئے تمہیں دو سال دودھ پلایا۔

تمہیں انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔

تم کھا نہیں سکتے تھے، ماں تمہارے پاس بیٹھتی تھی، تمہیں کھلاتی تھی۔

تم بول نہیں سکتے تھے، تمہارے پاس بیٹھ کے تمہیں کیسے سکھاتی تھی!

تم توتلی آواز میں کیسے بولا کرتے تھے! اس نے تمہیں بولنا سکھایا۔

پھر کس طرح سے اس نے تمہیں اچھے برے کی تمیز سکھائی!

کس طرح سے اس نے تمہیں اپنے خاندان سے متعارف کروایا!

کس طرح سے تمہیں حقوق و فرائض سکھائے!

کس طرح سے تمہیں ننھے سے کو سکول بھیجا!

کیسے تمہاری خاطر اس نے دکھ کاٹے!

آج جب تم جوان ہو چکے، آج تمہاری صلاحیتیں نشو ونما پا چکیں، آج وہ والدہ تمہاری توجہ کی مستحق ہے۔

دیکھو! تمہارا باپ!

اس نے اپنی جوانی گلا دی تمہاری ضروریات

اور تمہاری خواہشات کو پورا کرنے کے لیے۔

وہ سارا سارا دن لگا تا تھا۔

وہ اپنی راتوں کی نیند قربان کرتا تھا کہ میرے بچے کو تحفظ ملے۔

اس کو ٹھیک خوراک ملے۔

اس کو اچھی تعلیم ملے۔

آج وہ والد تمہاری توجہ کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان خوشگوار یادوں سے انسان کو پکڑا ہے۔ دیکھو تو سہی، تمہارے لیے انہوں نے کیا خدمات انجام دیں! انسان محبت اور شفقت کی وجہ سے اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور آپ دیکھیں کہ رب نے کیسے فرمایا؟

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا

''اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں۔''

یعنی اگر اپنی جوانی گلا کر تمہیں جوان کیا تو اب ان کا بڑھاپا تمہارے لیے قدر و قیمت کا حامل ہے۔ بڑھاپا بذاتِ خود عزت کا مستحق ہے۔ اگر تمہارے والدین بوڑھے ہو جائیں

تو انہیں اُف تک نہ کہو، کوئی لفظ ایسا نہ ہو کہ ان کا دل دکھ جائے، اس دل میں تمہارے لیے بہت محبت ہے، اس دل میں تمہارے لیے بہت پیار ہے۔

اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا[23]

"اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔"

کیسی تصویر سامنے آتی ہے احسان ناشناسی کی، ایک بے قدرے انسان کی تصویر جسے کوئی احساس نہیں ہے کہ میرے ماں باپ نے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ ان کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں۔ دنیا آج اپنے اندر کتنے ایسے افراد رکھتی ہے، ایسے لاکھوں والدین کے آگے زبان کھولنے والے۔ ایک ہونہہ!!! ایک انسان والد یا والدہ کی بات کے جواب میں کہتا ہے ناں ہونہہ!!! کیسے دل کٹ جاتا ہے اس ماں کا! اس کو وہ ساری یادیں ستاتی ہیں۔ اس نے موت کی کشمکش برداشت کی تھی جب یہ پیدا ہونے والا تھا۔ ایک ماں جانتی ہے کہ اس تکلیف سے میری جان جاسکتی ہے لیکن وہ اس تکلیف سے بھی بچے کی خاطر گزر جاتی ہے۔ کیسے وہ اس کو دودھ پلانے کے لیے اپنا آرام قربان کرتی ہے! کہیں اسے اُتھو نہ لگ جائے، سوئی ہوئی ماں اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ اٹھتی ہے، بچے کو محبت سے اٹھاتی ہے۔ کہیں اس کو سخت ہاتھ نہ لگ جائیں۔ سردی کا موسم ہو تو کہیں اس کو ٹھنڈ نہ لگ جائے اور وہ محبت کرنے والا باپ، سارے دن کی تھکاوٹ کے بعد اپنے بچے کی چیخ و پکار کو برداشت کر لیتا ہے۔ اسے اپنی تھکاوٹ بھول جاتی ہے، صرف یہ احساس رہتا ہے کہ کہیں میرا بچہ دکھ میں نہ ہو، اسے ایسی تکلیف نہ ہو جس کی وجہ سے اس کے لیے کوئی بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے۔

کبھی آپ نے مرغی کو دیکھا ہے! کس طرح سے اپنے بچوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے کہ ان کی طرف کوئی نہ دیکھے اور مرغی کو دیکھ کے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ذرا اس کو احساس ہوتا ہے ناں کہ کوئی میرے چوزے کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ رہا ہے تو اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، کُٹ کُٹ کُٹ کُٹ کرتی پھرتی ہے اس بچے کے تحفظ کے لیے کہ کوئی نہ آئے، کوئی نہ آئے۔ کیا جان ہوتی ہے مرغی کی؟ لیکن اس وقت وہ کافی خطرناک ہوتی ہے۔ اگر کوئی اس کے بچے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو وہ پرواہ ہی چھوڑ دیتی ہے اس بات کی کہ میرے ساتھ کیا بنے گی؟ چھلانگ لگا دیتی ہے ان بچوں کو سنبھالنے کے لیے، ان کے تحفظ کے لیے۔ کیا ماں ایسا ہی تحفظ نہیں کرتی؟ کیا ہماری ماؤں نے ایسے نہیں پالا؟ اتنا خیال ایک ایک چیز کا! توتلی زبان میں بچہ بات کرتا ہے تو دونوں اتنا خوش ہوتے ہیں کہ آج ہمارے بچے نے یہ لفظ کہا۔ بچہ اُٹھتا ہے تو ماں کا دل بھی اُٹھ جاتا ہے، وہ چلتا ہے تو ماں ایسا لگتا ہے جیسے ہلکی ہو کر پرواز کرنے لگی، اڑنے ہی لگ گئی۔ وہ باتیں کرنے لگتا ہے تو اس کی باتیں ہر جگہ بتاتی ہے اور باپ کیسے ٹھنڈی چھاؤں بنا رہتا ہے!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بچپن یاد دلایا ہے کہ دیکھو آج اسی زبان کی بات بری لگتی ہے؟ آج جب ان کی قوت ختم ہو چکی تو ان کا بلانا تمہیں چبھتا ہے؟ کل بھاگے بھاگے جاتے تھے جب تمہاری ماں بلاتی تھی۔ کل تک تمہاری ضرورت جو اٹکی ہوئی تھی۔ آج وہی ماں کچھ کہتی ہے تو تم سمجھتے ہو کہ تمہارے اندر سمجھ زیادہ ہے، تم ڈانٹ کے رکھ دیتے ہو۔ اس محبت کرنے والے رب نے ماں باپ کو تحفظ دیا ہے۔ اس نے فرمایا، محبت کے ساتھ تلقین کی:

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا [23]

''ان سے احترام کے ساتھ بات کر۔''

وہ قابلِ احترام ہیں، جو تم انہیں دے سکتے ہو، جو تم سے چاہیے:

وہ عزت ہے۔

وہ محبت ہے۔

وہ رحمت ہے۔

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ
''اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو۔''

وَاخۡفِضۡ کے لفظ کو دیکھیں: اس میں ذلت ہے پستی ہے، بچھا دینا ہے۔
وَاخۡفِضۡ ''اور بچھا دو''۔

ایسے لگتا ہے کہ جیسے کوئی پرندہ اپنے پر بچھا دے، ایسے کہا:

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ
''ان دونوں کے لیے اپنے پر بچھا دو۔''

جَنَاحَ ''پر''

الذُّلِّ ''انکساری کے ساتھ۔''

بہت عاجزی چاہیے۔

بہت جھکاؤ چاہیے۔

ان کے لیے تو بچھ جاؤ۔

تمہاری آواز پست ہو جائے۔

ان کے سامنے تمہاری ضروریات نیچے چلی جائیں۔

نہ آگے بڑھ کر بولنا ہے۔

نہ اونچا بولنا ہے۔

نہ ان سے آگے بڑھ کر چلنا ہے۔

نہ ان کی بات کے آگے اپنی بات کو رکھنا ہے۔

رحمت چاہیے۔

رحمت کا لفظ دیکھیے، محبت نہیں ہے، رحمت ہے اور رحمت بے لوث ہوتی ہے، کسی غرض کے بغیر۔ والدین جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انسان سمجھتا ہے کہ اب ان سے مجھے کچھ مل نہیں سکتا، اس کی بہت سی اغراض آنے والی نسلوں سے وابستہ ہو جاتی ہیں، وہ اپنے مستقبل کی طرف دیکھتا ہے، اپنے بچوں کی طرف دیکھتا ہے، اپنی زندگی کے دیگر معاملات کی طرف دیکھتا ہے اور والدین پیچھے پیچھے بہت پیچھے چلے جاتے ہیں۔

اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ دیکھو اس نیلی چھت تلے جس کا حق فائق ہے وہ والدین ہیں۔ ان کے سامنے تم نے جھک کر رہنا ہے، اُف تک نہیں کہنا، جھڑکنا نہیں ہے، احترام کے ساتھ بات کرنی ہے۔ نرمی چاہیے، رحمت چاہیے، تمہارا ان کے جسم کو چھونا بھی نرمی کے ساتھ۔ اب وہ تمہاری محبت، تمہاری توجہ کے مستحق ہیں۔ رب العزت فرماتے ہیں:

وَقُلْ   ''اور دعا کیا کرو۔''

کیا دعا ہے؟

اس پیارے رب نے سکھائی:

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا [24]

''پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت اور شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا۔''

یا اللہ! یہ ہیں میرے محسن۔

یہ ہیں میری پرورش کرنے والے۔

مجھے سنبھالنے والے۔

اس مقام تک پہنچانے والے۔

یا اللہ! بچپن میں انہوں نے مجھ پر رحمت اور شفقت کی تھی۔

یا الٰہی! تو ان پر مہربان ہو جا۔

ان کے بڑھاپے کے مسائل کو، ان کی تلخیوں کو تو آسان فرما دے۔

اللہ تعالیٰ دعا بھی سکھاتے ہیں اور دوا بھی لیکن انسان اپنے والدین کا کبھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ حافظ ابو بکر نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت بُریدؓ سے انہوں نے اپنے والد سے کہ ایک شخص طواف میں تھا اور وہ اپنی والدہ کو اٹھا کر طواف کر رہا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں نے اس طرح اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں ایک سانس کے برابر بھی نہیں۔ یعنی ایک سانس جتنی قیمت بھی نہیں دے سکے، ایک ماں کا حق فائق ہے۔

والدین کے ساتھ رویہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب انسان اپنے بچپن کو سامنے رکھے۔ بچپن کی محبتوں کو، شفقتوں کو، تب ہی انسان بڑھاپے کے وقار کا خیال کر سکتا ہے۔ بڑھاپا ایک بڑی کمزوری ہوتی ہے، انسان کے لیے چلنا مشکل، اس کے لیے کام کرنا

مشکل،ایک بات کرے، بار بار کرے، اردگرد والے بار بار کہنے کی وجہ سے سٹپٹاتے ہیں۔ جو سننے والے ہیں، جوان ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بس لگی بندھی اور پوری پوری بات چیت کرنی چاہیےاور والدین بڑھاپے کوپہنچ چکے ہوتے ہیں۔ جو بھی بڑھاپے کو پہنچتا ہے سٹھیا جاتا ہے، بار بار ایک بات کرتا ہے اور جوانوں کو غصہ آتا ہے تو رب العزت فرماتے ہیں: اپنا بچپن یاد کرلو، ایک بات کو کتنی کتنی بار کرتے تھے؟ جتنی بار بھی کرتے تھے ماں باپ کی اس محبت اور شفقت کو یاد کرو۔ اس وقت تمہاری دس دفعہ کی، بیس دفعہ کی بات کو تمہاری ماں نے کتنی محبت اور شفقت سے سنا! کیسے دہراتی تھی! کیسے خوش ہوتی تھی! اس کا دل بلیوں اچھلتا تھا کہ میرا بچہ ایسی بات کردے۔ آج جب تمہارے پاس قوت ہے تو تم سے کیا مطلوب ہے؟ تم ان کا خیال رکھو، ان کے جذبے کا، ان کے احساسات کا اور جب بات ہو دکھ تکلیف کی، ان کی ضروریات کی تو آپ دیکھیں کتنے لوگ ہیں اس دنیا میں، شاید مالی طور پر امداد کرکے، والدین کی ضروریات کا خیال رکھ کے اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھتے ہیں، کتنی بڑی نادانی ہے!

مجھ سے ایک خاتون نے کہا کہ ہم اپنے والدین کی خدمت کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں، ان کی ادویات کا خیال رکھتے ہیں، کھانا انہیں وقت پر ملتا ہے، لباس انہیں ٹھیک پہنچتا ہے اور ہم نے ان کی خدمت کے لیے ملازم بھی رکھا ہوا ہے۔ اب انہیں ہم سے اور کیا چاہیے؟ دیکھیں ذرا اپنے بچپن کی تصویر میں: ملازم نظر آتا ہے؟ کوئی اور فرد نظر آتا ہے کہ اپنے بچے سے باتیں کرنے کے لیے ایک اور فرد کو لاکر رکھ دیا ہو؟ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مدد نہیں لی جاسکتی، لی جاسکتی ہے لیکن ماں کو تو اپنا بچہ چاہیے، باپ کو اپنا بچہ چاہیے، اس کی نظروں کی محبت چاہیے، اس کے لہجے کی مٹھاس چاہیے، اس کے ہاتھوں کی گرمی چاہیے، اس کے ہاتھوں کی شفقت اور محبت چاہیے، رحمت چاہیے۔ بوڑھا باپ بیٹے کی توجہ چاہتا ہے اور بیٹا سمجھتا ہے مال کافی ہوجائے گا۔ اچھا بھلا سوچو تو سہی جب تم بچے تھے، تمہارے پاس بھی

وہ باپ روپوں کی گٹھیاں رکھ دیتا، تمہارے پاس بھی وہ دولت رکھ دیتا تو تمہارا گزارا ہو جاتا! تم پل جاتے! تم بول سکتے! تم آج اس مقام کو پہنچ سکتے! سوچو تو سہی ان والدین نے اپنی ساری ضروریات کاٹیں، خواہشات کو قربان کیا، پھر تمہیں پڑھایا لکھایا، تمہیں اس مقام تک پہنچایا۔ ساری زندگی وہ تمہیں اپنے آگے رکھتے رہے تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ آگے رکھنے کے لائق وہ ہیں، تم نے انہیں ہی آگے رکھنا ہے، بات میں بھی آگے اور پسند ناپسند میں بھی آگے، چلیں تو وہ آگے، ان کا پورا پورا لحاظ رکھنا ہے۔

ایک خاتون نے مجھے کہا کہ مجھے ہمیشہ بڑا دکھ ہوتا ہے کہ جب لوگ اپنے بوڑھے والدین کو گھر میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور خود جا کر ہوٹلنگ کرتے ہیں تو مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ایسے افراد جذباتی طور پر اپنے والدین کو قتل کرتے ہیں۔ واقعی یہ قتل گھر گھر میں ہو رہا ہے، ہر لمحے ہو رہا ہے، ہر وقت ہو رہا ہے۔ اب اگر فرض کریں کہ باہر سے آتے ہوئے کوئی کھانا ہی لے آئے تب بھی انہیں تو آپ کی محبت بھری کمپنی چاہیے۔ وہ تو اپنے بچوں سے بڑھ کر ان کے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کبھی بوڑھوں سے پوچھ کر دیکھیں، کہتے ہیں کہ بچے کا بچہ اور زیادہ اچھا لگتا ہے، وہ ہمیں اور بھی زیادہ عزیز ہے۔ وہ مولا کتنا مہربان ہے، ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا، وہ کہتا ہے کہ جس کا حق سب سے زیادہ ہے، اس کی عزت، اس کی Care، اس سے محبت اتنی ہی زیادہ کرو۔ ماں باپ اولاد سے sharing چاہتے ہیں۔ اگر دکھ سے انہیں بچانا ہو تو اپنے بچپن کو سامنے رکھ دیں ایک دم بوڑھے ماں باپ لائٹ ہو جاتے ہیں، اتنے خوش ہوتے ہیں بالکل اپنے ماضی میں پہنچ جاتے ہیں اور پھر ڈھیروں باتیں کرتے ہیں۔

ایک صاحب کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ وہ اپنی والدہ کے پاس جب جاتے ہیں تو ہمیشہ لائٹ ہو کے جاتے ہیں اور جا کے انہیں وہ ساری نظمیں سناتے ہیں جو بچپن میں ماں

نے سکھائی تھیں، وہ چھوٹی چھوٹی کہانیاں، وہ چھوٹی چھوٹی باتیں۔ میں خاص طور پر ان خاتون سے جاکے ملی جن کو وہ نظمیں سنائی جاتی تھیں اور کہانیاں۔ ان کے بیٹے کے آنے کا وقت تھا تو کہنے لگیں ابھی میرا بیٹا آنے والا ہے۔ آنکھوں میں اتنی چمک! اتنی خوشی! یہ خوشی جو ماں کی آنکھ میں ہے، اس کے دل میں ہے، یہ بچے کی چھوٹی سی توجہ کی وجہ سے، Sharing کی وجہ سے اور آپ دیکھیں کہ کیا یہ شیئرنگ جنت کا راستہ نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے نہیں فرمایا؟

''جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' [طبرانی]

ان قدموں کے نیچے سے اپنی جنت کو تلاش کرنا ہے۔ انسان کو جب سمجھ نہیں ہوتی تو وہ غلطیاں کرتا ہے۔ اس کے لیے توبہ کرنے کی ضرورت ہے لیکن جب سمجھ آجائے، جب انسان جان لے پھر کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ پھر ایک ہی چیز کی گنجائش ہے اور وہ کیا ہے؟

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِى صَغِيرًا [24]

''نرمی اور رحمت کے ساتھ اپنے والدین کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت اور شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا۔''

جیسے انہوں نے بچپن میں اپنی پوری صلاحیتیں قوتیں لگائیں، اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے، اب راستے سوچو کہ کیسے ماں باپ کو خوش کرنا ہے۔ اپنی ایک ایک کِلکاری کو یاد کرو۔ جب تم خوش ہوئے تھے، جب تم ہنسے تھے، اس وقت کو یاد کرو کہ ماں نے کیسے ہنسایا؟ ماں بھی تو سوچتی ہے ناں کہ بچے کو کیسے خوش کروں؟ آپ ماں کو دیکھیں کبھی بالکل دیوانی نظر آتی

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ط اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا [25]

''تمہارارب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔اگرتم صالح بن کر رہوتووہ ایسے سب لوگوں کے لیے درگزرکرنے والا ہے۔جواپنے قصور پر متنبہ ہوکر بندگی کے رویّے کی طرف پلٹ آئیں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے دل کا حال وہ خوب جانتا ہے۔اس کے علم میں ہے کہ کون دل کی کتنی گہرائیوں کے ساتھ خدمت کرنے کی کوشش میں ہے؟اس لیے اگرکوئی خوش نہ بھی ہوتب بھی دل کا معاملہ تواللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔والدین کی خدمت بھی تو عبادت ہے۔

اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ

''اگرتم صالح بن کررہو۔''

صالح کون ہے؟جوانسانوں کے حقوق پورے پورے ادا کرتا ہے۔

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا [25]

''تووہ ایسے سب لوگوں کے لیے درگزرکرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ درگزرکس کے لیے کرتا ہے؟جواپنے قصور پر متنبہ ہوکر بندگی کے رویے کی طرف پلٹ جائے۔اوّابیـــــن کے لیے،رجوع کرنے والوں کے لیے،پلٹنے والوں کے لیے۔ٹھیک ہے غلطیاں ہوگئیں ماضی میں،اب پلٹ آؤ۔اب پلٹ آؤگے تواللہ تعالیٰ کوبھی غفوررحیم پاؤگے۔

والدین کے حوالے سے دو اہم باتیں سامنے رکھنا چاہتی ہوں: ایک تو یہ کہ ہمیشہ والدین کے بارے میں یا تو اِفراط کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے یا تفریط کا، عموماً معتدل طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً جب والدین کی ماننے پہ آئے تو اب انہیں خدا کے مقام پہ لے جا کے بٹھا دیا۔ جو کچھ کہہ دیں، جیسے کہہ دیں، ہر بات ماننی ہے اور جب گرانے پہ آ جائیں تو پھر والدین کی طرف دیکھنا بھی نہیں، ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرنی۔ اسلام نے ہمیں بڑا محبت بھرا راستہ بتایا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ [مسند احمد]

''خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔''

خیال رکھنا ہے، محبت ہے، شیئرنگ ہے لیکن نافرمانی میں اطاعت نہیں ہے۔ بات وہی مانی جائے گی جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے دائرے کے اندر ہو۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی سے روکنا چاہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکالنا چاہیں تو وہ بات نہیں مانی جائے گی۔

دوسری چیز جو اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ والدین صرف وہی نہیں ہیں جو زمین پر لانے کا سبب بنے۔ والدین کی تین اقسام ہیں:

1۔ جنہوں نے پیدا کیا۔

2۔ جو بیاہ کر لے جاتے ہیں (ساس سسر)۔

3۔ جو زمین سے آسمان تک پہنچا دیتے ہیں (استاد)۔

اگرچہ درجہ ہر ایک کا اپنا اپنا ہے لیکن تینوں ہی کے بارے میں انسان کو محتاط رویہ رکھنے کی ضرورت ہے، تینوں ہی محبت چاہتے ہیں، شفقت چاہتے ہیں، عزت چاہتے ہیں، تینوں

ہی شیئرنگ چاہتے ہیں، کیئر چاہتے ہیں اور جو رویہ رب نے بتایا ہے:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ

''ان دونوں کے لیے عاجزی سے اپنے پر بچھادو۔''

انکساری، تواضع، بڑی محبت، بڑی رحمت، بے لوث، بے غرض انکساری چاہیے اور اجر اس پر کتنا زیادہ ہے؟ انہی قدموں کے نیچے جنت ہے۔

حقوق و فرائض کے حوالے سے اگر دیکھیں تو نبی ﷺ کی وہ حدیث سامنے رکھ سکتے ہیں:

ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا: ''مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں کا۔''

اس نے پھر پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں کا۔''

اس نے تیسری بار پوچھا تو آپ ﷺ نے تیسری بار بھی کہا: ''تمہاری ماں کا۔''

اس نے چوتھی بار پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے باپ کا۔''

اس نے پانچویں بار پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے رشتہ داروں کا۔''

[بخاری 5971]

اس طرح سے حقوق و فرائض کا ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کس کا حق فائق ہے۔ اصول اس کا یہی ہے کہ جس نے جتنا دکھ کاٹا، جتنی تکلیف کاٹی، حق اس کا بڑا ہے۔

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے حوالے سے میں دو تین احادیث آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین دفعہ آمین کہی۔ جب آپ ﷺ سے وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: ''اے نبی ﷺ! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس

آپ ﷺ کا ذکر ہوا اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ آپ ﷺ کہیے آمین۔ اس پر آپ ﷺ نے آمین کہا۔

پھر فرمایا: ''اس شخص کی ناک اللہ تعالیٰ خاک آلود کرے جس کی زندگی میں ماہِ رمضان آیا اور چلا بھی گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی۔'' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کہیے آمین تو آپ ﷺ نے جواباً آمین کہا۔

پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسے بھی برباد کر دے جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو پالیا اور پھر بھی ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ پہنچ سکا''۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کہیے آمین، اس پر نبی ﷺ نے آمین کہا۔[مستدرک حاکم]

اس سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر والدین بوڑھے ہیں، اگر وہ اس عمر کو پہنچ گئے جہاں انہیں خدمت کی ضرورت ہے اور پھر بھی ایک انسان خدمت نہیں کرتا تو اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بربادی کی دعا کروائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کہیں کا بھی نہ رکھے، وہ برباد ہو جائے جس نے ماں باپ پائے پھر بھی ان کی خدمت نہیں کی۔

ایک انصاری نے نبی ﷺ سے سوال کیا:

''کیا میں اپنے ماں باپ سے ان کے انتقال کے بعد بھی حسنِ سلوک کر سکتا ہوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! چار حسنِ سلوک ایسے ہیں جو آپ کر سکتے ہو:

1۔ ان کے جنازے کی نماز۔

2۔ ان کے لیے دعا اور استغفار۔

3۔ ان کے وعدوں کو پورا کرنا۔

4 ان کے دوستوں کی عزت اور وہ صلہ رحمی جو صرف ان کی وجہ سے ہو۔''

[ابوداؤد، ابن ماجہ]

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان ماں باپ کے یتیم بچے کو پالا اور کھلایا پلایا یہاں تک کہ وہ بے نیاز ہوگیا، اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہے اور جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے آزاد کرے گا، اس کے ایک ایک عضو کے بدلے، اس کا ایک ایک عضو جہنم سے آزاد ہوگا۔ [مسند احمد]

اس حدیث کی ایک سند میں ہے کہ ”جس نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پالیا پھر بھی دوزخ میں گیا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کردے گا“۔

اس سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ والدین کی خدمت کرنا کتنے بڑے درجے کا کام ہے! کتنی بڑی عبادت ہے!

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی ماں سے حسنِ سلوک کرو، اپنے باپ سے حسنِ سلوک کرو، اپنی بہن سے، اپنے بھائی سے، پھر جو کوئی ہو اسی طرح سے درجہ بدرجہ۔“ [ابوداؤد]

اس طرح سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ والدین کی خدمت کرنے کا درجہ کتنا بڑا ہے اور اس خدمت کے مواقع گنوادینا گویا اپنے تمام مفادات کو چھوڑ دینا ہے۔ انسان کی نیکیاں بہت سارے گناہوں کو ٹال دیتی ہیں۔ میں اس وقت ایک روایت آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں، یہ روایت یوں تو بہت ساری نیکیوں کے حوالے سے ہے لیکن خاص طور پر ماں باپ کی خدمت کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ اس حدیث کو حدیثِ لیلۃ البارِحہ کہتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ باہر سے تشریف لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو مخاطب کرکے فرمایا:

”گزشتہ رات میں نے عجیب وغریب باتیں دیکھی ہیں:

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اس کو گھیر رکھا ہے، اسی وقت اس کا وضو آتا ہے اور ان کے ہاتھوں سے اسے چھڑا کر لے جاتا ہے۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذابِ قبر اس کے لیے پھیلایا جارہا ہے، اتنے میں اس کی نماز آئی اور اسے اس عذاب سے چھڑالے گئی۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ شیاطین نے اسے پریشان کررکھا ہے کہ اس کا ذکرُ اللہ آیا اور ان سے بچا کرلے گیا۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ پیاس کے مارے اپنی زبان باہر نکالے ہوئے ہے کہ اس کے رمضان کے روزے آئے اور اسے پانی پلا کر سیراب کردیا۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اس کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے سے اسے ظلمت اور اندھیرا گھیرے ہوئے ہے کہ اس کا حج اور عمرہ آیا اور اسے اس ظلمت سے نکال کرلے گیا۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آئے لیکن اس نے اپنے ماں باپ کی جو خدمتیں کی تھیں اور ان کے ساتھ جو نیک سلوک اور احسان کیے تھے، وہ نیکی آئی اور موت کو اس سے ہٹادیا۔

میں نے اپنے امتی کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے بول رہا ہے لیکن مومن اسے جواب تک نہیں دیتے، اتنے میں اس کی صلہ رحمی آئی اور اس نے کہا کہ یہ رشتے ناطے جوڑنے والا تھا، پھر ان سب نے اس کے ساتھ بول چال شروع کردی اور یہ ان کے ساتھ ہولیا۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ نبیوں کے حلقوں کے پاس آتا ہے لیکن ہر حلقے سے ہٹادیا جاتا ہے، اسی وقت اس کا جنابت سے غسل کرنا آتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بٹھادیتا ہے۔

میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھوں سے ہٹارہا ہے، اتنے میں اس کا صدقہ وخیرات آگئے اور اس کے چہرے پر پردہ بن گئے۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے داروغہ اس کے پاس آ گئے، اتنے میں اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا) آ گئے اور اسے ان سے چھڑا کر لے گئے۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اسے آگ میں ڈالا جا رہا ہے، اتنے میں اس کے وہ آنسو آ گئے جو خوفِ خدا سے رو کر اس نے دنیا میں بہائے تھے اور اسے آگ سے بچا کر لے گئے۔

میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال اڑتا ہوا بائیں جانب سے آ رہا ہے کہ اس کا خوفِ خدا آ گیا اور اس کے نامۂ اعمال کو لے کر اس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی نیکی کا پلڑا ہلکا ہو رہا ہے، اتنے میں اس کے وہ چھوٹے بچے جو انتقال کر گئے تھے آ گئے اور اس کی نیکی کے پلڑے کو بوجھل اور بھاری کر دیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا دیا گیا ہے کہ اس کی خدا ترسی آئی اور اسے بچا کر لے گئی۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ گھاس کے تنکے کی طرح کپکپا رہا ہے، اتنے میں اس کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمانی آئی اور اسے سکون اور قرار دے گئی۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ پل صراط پر جم نہیں سکتا، کبھی گرتا ہے کبھی اٹھتا ہے، کبھی گھٹنوں کے بل سرکتا ہے، اتنے میں اس کا مجھ پر درود بھیجنا آ گیا اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر سیدھا کھڑا کر کے پل صراط سے پار کرا دیا۔

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ جنت کے دروازوں پر پہنچ گیا ہے لیکن دروازے

بند ہو گئے، اتنے میں اس کا کلمہ شہادت پڑھنا آ گیا اور اسے ہاتھ پکڑ کر جنت میں پہنچا دیا۔"

کوئی نیکی رائیگاں نہیں جاتی لیکن نیکیوں کا یہ تصور بہت ہی خوبصورت ہے کہ یہ ہمارے کام آنے والی ہیں۔ کل جب ہم مشکل میں ہوں گے، اس وقت کے لیے ان نیکیوں کا ذخیرہ کرنا ہے انشاء اللہ اور خاص طور پر والدین کی خدمت کہ یہ عمر میں اضافے کا باعث بنتی ہے حتیٰ کہ ملک الموت آ جائے تو اس کو بھی یہ خدمت واپس بھجوا دیتی ہے۔ یعنی انسان کو نیکیاں کرنے کا اور موقع مل جاتا ہے تو دنیا کی زندگی میں جس چیز کی تلاش میں رہنا چاہیے وہ نیکیاں ہیں۔ نیکی کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دینا چاہیے۔

لیکچر کے اختتام پر کیے جانے والے سوالات اور ان کے جوابات

سوال: والدین کا درجہ اتنا اونچا ہے، اتنی شرمندگی ہو رہی ہے کہ پہلے ان کی نافرمانیاں کرتے رہے ہیں۔ اب کیا کریں؟

جواب: سب سے پہلے توبہ کریں، سب لوگ صلوٰۃِ توبہ پڑھیں کیونکہ والدین کے حقوق میں ضرور ہی کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ جس طرح سے اسلام نے تلقین کی ہے بالکل اس طرح کا رویہ ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمام افراد اپنے والدین سے اس بارے میں بات چیت ضرور کریں۔ جن کے ماں باپ حیات ہیں ان سے معافی مانگیں کیونکہ جب تک وہ معاف نہیں کریں گے اس وقت تک معافی نہیں ملے گی اور موقع ضائع نہ ہو جائے س لیے دیر نہیں کرنی۔ کیا خبر کس کی زندگی ابھی باقی ہے؟ بیٹی پہلے چلی جاتی ہے یا ماں۔ جو افراد ہاسٹل میں ہیں وہ اپنے والدین کو خط ضرور لکھیں اور اس میں یہ ساری بات چیت لکھیں کہ آج ہم نے کیا پڑھا اور مجھے کس طرح سے غلطی کا احساس ہوا، دل کی کیفیات لکھیں اور پھر اپنے احساسات بھی لکھیں کہ میں یاد کر رہی ہوں کہ میرے کیسے کیسے تعلقات تھے اور میں کتنی نادان تھی اور اب الحمدللہ مجھے پتہ چل گیا ہے تو آئندہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ مجھے آپ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اس طرح سے جو فائدے ہوں گے وہ یہ کہ

☆ ماں باپ کا دل نرم ہوگا وہ معاف کر دیں گے۔

☆ دعوت بھی پہنچ جائے گی یعنی جو آپ نے پڑھا وہ آپ کی طرف سے پہنچ بھی جائے گا۔

☆ ان کے دل کو ٹھنڈک ملے گی کہ ہمارے بچے صحیح راستے پر چل رہے ہیں۔

اس سلسلے کا تیسرا کام یہ ہے کہ جن کے والدین حیات نہیں ہیں، والد یا والدہ ان

کے لیے وہ کثرت سے توبہ واستغفار کریں، دعائے استغفار پڑھیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان کی غلطیوں اورکوتاہیوں کومعاف فرمائے اوران کے لیے صدقہ وخیرات کریں جیسے انسان نیکی کا کوئی کام کرتا ہےتو کرتے ہوئے سوچتا ہے کہ یااللہ!اس کا اجر میرے ماں باپ تک پہنچانا۔فرض کریں کہ آپ کسی غریب بچے کو پڑھاتے ہیں،اس کا خرچ اپنے ذمے لے لیتے ہیں تواپنے ماں باپ کے ایصالِ ثواب کے لیے آپ یہ کام کرسکتے ہیں۔اسی طرح کسی کو پانی پلانے کے لیے،کہیں پانی کا انتظام کرنے کے لیے،کسی دینی ادارے کی تعمیر کے لیے،کسی کو کتابیں خرید کردینے کے لیے،اپنے ماں باپ کے لیے بے شک چھوٹی سی خدمت ہولیکن اس کولازم ضرور کرلیں۔اپنی آمدنی میں سے تھوڑا سا حصہ سہی لیکن وہ ان کی زندگی میں بھی ان کے لیے نکالا جاسکتا ہےاور پھران کو بتائیں بھی کہ میں نے آپ کی طرف سے فلاں صدقہ کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اس کا ثواب آپ کو پہنچے۔یہی باتیں ہیں جووالدین کے دل میں جگہ بھی بنائیں گی اوراس محبت کی وجہ سے آخرت کی نجات بھی ممکن ہوگی انشااللہ تعالیٰ کہ یہ محبت بھی عبادت ہےاور یہ حسنِ سلوک بھی عبادت ہے۔

سوال:اگر بہن بھائیوں میں سے کوئی ایک والدہ کا احترام نہ کرے،سمجھانے سے بھی نہ سمجھے اور یہ خام خیالی اس کے دل میں سما جائے کہ ماں باپ اس سے محبت نہیں کرتے، دوسرے بہن بھائیوں سے زیادہ کرتے ہیں تو ایسی صورت میں ہمارا طرزِ عمل اس بہن یا بھائی کے ساتھ کیا ہونا چاہیے؟

جواب:انہیں سمجھانا چاہیے لیکن اپنی بات نہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب،سامنے رکھیں۔ جو احکامات آپ نے پڑھے ہیں ان کو اسی طرح سے

سمجھا دیں۔میرا نہیں خیال کہ اس کے بعد بھی وہ اپنی بات پہ جے رہیں گے اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سامنے رکھ دیں کہ رحمت کا مطالبہ ہے، محبت کا نہیں اور رحمت تو بے غرض اور بے لوث ہوتی ہے۔اگر کسی نے کچھ اچھا نہیں بھی کیا تب بھی ہم نے اچھا ہی کرنا ہے اور یہ بتائیے کہ

ماں نے اگر اپنے پیٹ میں رکھا تو کیا بغیر محبت کے رکھا؟

کیا تمہیں اتنا وقت نہیں ملا جتنا دوسرے بچوں کی پیدائش میں لگا تھا؟

کیا تمہارے دودھ پلانے میں اتنا ہی وقت نہیں لگا؟

کیا جب تم چھوٹی تھی یا تم چھوٹے تھے تو کیا ماں نے تمہیں اسی طرح سے نہیں پالا جس طرح سے دوسروں کو پالا ہے؟

یہ بدگمانیاں شیطان کی طرف سے ہیں۔اس کو احساس بھی دلائیں کہ میں نے تو ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ والد یا والدہ نے آپ کا بہت خیال رکھا ہے لیکن اگر آپ کی سوچ مثبت نہیں ہوگی تو آپ کو الٹا ہی نظر آئے گا۔اگر آپ سیدھے طریقے سے سوچو گے تو آپ کو بہت فائدہ ہوگا، اس لیے کہ آپ کو سوچنا تو یہ چاہیے کہ آج تک آپ نے بدلے میں کیا کیا؟ کیا یہ فقرہ جہنم سے نجات کے لیے کافی ہوگا کہ میرے ماں باپ نے میرے ساتھ محبت نہیں کی؟

سوال: جیسے لڑکوں کی شادیاں ہوجاتی ہیں تو والدین کے حوالے سے بہت بے غرض اور لاپرواہ سے ہوجاتے ہیں۔پھر ماں باپ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ ان کی مصروفیات ایسی ہیں، بزنس ایسا ہے تو ان کو پھر کیسے سمجھایا جائے؟

جواب: اصل بات یہ ہے کہ ماں باپ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی اسلام سے روشناس کرائیں، انہیں دینی تعلیم دیں اور ان کو حقوق وفرائض

سکھائیں۔ مجھے مکہ میں ایک بک اسٹال پر بڑی ہی پیاری کتاب ملی، قاری منشاوی نے بچوں کی کتاب لکھی کہ انہیں کیا چیزیں ابتداء میں سکھانی چاہئیں تو توحید کے بعد والدین کے حقوق وفرائض تھے اور اس حوالے سے یہ کہ بچپن سے ہی تربیت کرنی چاہیے، ایک بچے کو خود سمجھ نہیں ہوتی کہ میں نے ماں کی خدمت کیسے کرنی ہے تو ماں خود سکھائے گی ۔ ماں کہتی ہے کہ میرا بچہ ہے، پھر کیا ہوا اگر اس نے میرے ساتھ زیادتی کرلی لیکن یہ دراصل اسے اسلامی عادات سے دور کرنا ہے۔ اب سوال یہ سامنے آتا ہے کہ وہ وقت گزر گیا، بچوں کی شادیاں ہوچکیں، اب کیا ہو؟ یعنی اب وہ صورتحال نہیں رہی۔ اب بھی ان کے لیے دعا بھی کی جاسکتی ہے، گھر بیٹھ کر چھوٹی چھوٹی بات چیت بھی دین کے حوالے سے ہوسکتی ہے اور اسی طرح سے اب ان کی بیویوں کو ان پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ بیٹے سے زیادہ بیٹے کی بیوی سے اگر ساس کا حسنِ سلوک ہو تو پھر یہ کوشش نمایاں کام کرسکتی ہے اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی سکھانا ممکن بنایا جاسکتا ہے حتیٰ کہ دین کی سمجھ بوجھ کی وجہ سے، دین کی تعلیم کی وجہ سے وہ اپنے شوہروں کو بھی راہِ راست پر لاسکتی ہیں۔ باقی یہ ہے کہ پوچھ گچھ اور پکڑ بہت ہے اولاد کے حوالے سے۔ یہ ظلم ہے اولاد پر کہ انہیں ماں باپ کی خدمت نہ سکھائی جائے۔ والدین کا یہ فرض بنتا ہے کہ جیسے بچوں کو نماز سکھائی جاتی ہے ایسے ہی والدین کا حق ادا کرنا بھی سکھانا چاہیے۔

سوال: بچوں کو سمجھاتے تو بہت رہے ہیں اور یہ بات نہیں ہے کہ وہ عزت نہیں کرتے لیکن بعض دفعہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ بچے لاپرواہ سے ہوجاتے ہیں۔

جواب: ایک چیز اور ہے، کچھ مائیں کہتی ہیں کہ اچھا چلو کوئی بات

نہیں وہ مصروف جو بہت ہیں اور پھر وہ مصروف روٹین چلتی ہی رہتی ہے۔حکمت کے ساتھ کچھ مواقع پیدا کیے جاسکتے ہیں۔مثال کے طور پر انسان بچوں کی توجہ لینا چاہتا ہے تو اس کے لیے فیملی میں مل بیٹھنے کے مواقع ضرور پیدا کرنے چاہئیں۔جیسے عموماً لوگ پکنک منانے کے لیےکہیں باہر جاتے ہیں یا گھر کے اندر ہلکے پھلکے موڈ میں بیٹھتے ہیں تو ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ ہم نے کیا کرنا ہے، لہٰذا اِدھر اُدھر کی بات شروع ہو جاتی ہے اور ایسے ہی لایعنی موضوعات پر بات چیت ہوتی رہتی ہے حالانکہ اچھی اچھی چیزیں شیئر کرنی چاہئیں۔یہ بھی کرنے کا کام ہے۔جیسے پوتے پوتیاں ہیں یا نواسے نواسیاں ہیں تو انسان انہیں کوئی اچھی چیز سنا دیتا ہے۔جو آپ کہلوانا چاہتی ہیں ان بچوں کے منہ میں دے دیں۔ان سے سن کر سب لوگ خوش بھی ہوں گے اور اچھا بھی محسوس کریں گے اور گھروں کے اندر ایسے انداز میں مل بیٹھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے جس میں سارے گھر والوں کو شامل کیا جائے۔

ہم نے بچپن سے یہ سلسلہ چونکہ دیکھا ہے، اس تجربے سے گزرے ہیں اس لیے اسے بڑا مفید پایا ہے۔ہمارے ابا جی ہمیشہ جمعہ کے دن ایک Get together رکھا کرتے تھے جس میں ساری فیملی کے لوگ شرکت کیا کرتے تھے۔تمام افراد اکٹھے ہوتے تھے اور ماشاءاللہ کافی بڑی تعداد ہوتی تھی اور ہر بچے کی شمولیت لازمی تھی چاہے وہ ایک لائن سنائے لیکن یہ ہو نہیں سکتا کہ بغیر سنائے وہ وہاں سے اٹھے۔اس محفل میں بیٹھ کے سب سے زیادہ جو فائدہ ہوتا تھا وہ یہ کہ بچوں کی سوچ کیا ہے؟ یہ ضرور پتہ لگ جاتا تھا۔کیا چیز کوئی یاد کر کے آیا ہے؟ رجحانات کا پتہ لگتا تھا۔پھر چھوٹی چھوٹی باتیں ابا جی کی طرف سے شیئر ہوتی تھیں اور پھر یہ کہ ماؤں کو

بھی کہنے کا موقع ملتا تھا۔بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ فیملی میں کوئی رشتہ آیا ہے اور ان بچوں کے سامنے تبصرہ ہوتا تھا۔سب اظہارِخیال کرتے تھے اوراسی موقع پر ہمیں پتہ چلا کہ یہ ہماراحق ہے۔ مجھے ایک سچا اسلامی ماحول محسوس ہوتا ہے کہ کس طرح سے ابا جی نے کوششیں کیں ایسے ماحول کے لیےاور فیملی جُڑ کے بھی رہی اور ہرایک کو بہت اچھی طرح سے پتہ ہوتا تھا کہ کس کا کیا رحجان ہےاوراس طرح سے جوشکوے شکایات ہوتی تھیں وہ بھی وہیں دور ہوجاتی تھیں اور یوں ایک ہفتہ وار میٹنگ ہوجاتی تھی۔اس کی وجہ سے کوئی بھی ناراضی بڑھتی نہیں تھی اوراس طرح سے سارے لوگوں کا ایک دینی مزاج بھی بن گیا۔رشتہ داروں میں سے جولوگ قرآن نہیں پڑھ سکے تھے بعد میں انہوں نے بھی پڑھا تواس طرح سے الحمدللہ ایک اسلامی ماحول کے ثمرات ضرور حاصل ہوئے۔میرا بہت دل چاہتا ہے کہ آپ بھی اس طرح سے ہفتہ وارمیٹنگ ضروراپنے گھر میں رکھیں،ایسے ہی ہلکے پھلکے انداز میں جس میں سب اپنی اپنی مرضی کی کوئی نہ کوئی بات ضرور کریں۔

سوال:والدین کی اطاعت میں کیا یہ بھی آئے گا کہ جو چیز وہ ہمارے لیے پسند کرتے ہیں وہ ہم اپنے لیے اختیار کریں خواہ وہ ہمیں ناپسند ہی کیوں نہ ہو؟ کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ جب ماں باپ بوڑھے ہوجاتے ہیں تو بچے ان کے لیے کچھ نہ کچھ خرید کر لاتے ہیں مثلاً کپڑے وغیرہ پھر کہتے ہیں کہ یہ ہمیں پسند ہے آپ ضرور پہنیں اور والدین بچتے پھرتے ہیں کہ نہ ہی پہنیں۔آخرِ کار ماں باپ ہتھیار ڈال دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے اب بچہ لے کر آیا ہے تو پہن لیتے ہیں۔

جواب:یہ کوئی پابندی نہیں ہے کہ ماں باپ بچوں کے لیے کپڑے لائیں یا بچے والدین کے لیے تو ضرور ہی انہیں استعمال کیا جائے۔ایک چیز آپ کو پسند ہی نہیں

اور جبراً آپ ضرور ہی پہن لیں لیکن انکار کا بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے۔ انسان طریقے سے سلیقے سے بات کہہ لیتا ہے کہ بالکل ہی دل نہیں مانتا۔ مثلاً میں نے اپنے بڑے بیٹے کے لیے شرٹس خریدیں۔ مجھے پتہ تھا کہ وہ شرٹس کا کالر نہیں پہنتا۔ میں نے سوچا ایک میں لے جاتی ہوں، اس کا کلر بہت ہی اچھا لگ رہا ہے تو شاید اس کا دل نرم پڑ ہی جائے اور وہ پہن لے۔ میں نے کہا بیٹا آپ یہ پہنو گے تو مجھے بہت ہی اچھا لگے گا۔ کہتا ہے ایسے لگتا ہے کہ گردن کو کچھ ہوتا ہے۔ میں نے کہا اچھا کیا ہوگا؟ چلو دیکھ ہی لیتے ہیں۔ کہنے لگا پتہ نہیں ایسے میرا دل گھٹتا ہے۔ کیا کروں پہننا بھی چاہتا ہوں۔ پھر کہنے لگا میرا فلاں کزن کالر پہن لیتا ہے، اس کو گفٹ کر دیتے ہیں۔ آخرِ کار اس نے نرمی کے ساتھ مجھ سے منوا لیا کہ وہ نہ پہنے۔ ماں باپ کو بھی تھوڑا سا خیال رکھنا چاہیے، ہر ایک کی اپنی پسند ناپسند ہوتی ہے تو ان پر لاگو نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر آپ ان کی پسند ناپسند کا خیال رکھتے ہوئے ان کی بات مان لیں تو آپ کو اچھا بھی بہت لگے گا اور اس پر اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

(تعلیم القرآن 2006: سی ڈی سے تدوین)